مکی و مدنی عہد سے استنباط احکام کی نوعیت و تقسیم (متقدمین و متاخرین کی سیرت نگاری کے تناظر میں)

حافظ محمد نعیم*

Abstract

The biography of Holy Prophet (PBUH) has always been a crucial part of Islamic Literature. His earlier and later Biographers did an Excellent Job as they recorded in detail every aspect of his life and produced wonderful classical writings. In this context, they practiced different approaches, styles and methodologies of sirah writing. One of these styles is to derive Juristic Implications and lessons from the Sirah incidents which is called Fiqh-al-Sirah in modern day terminology. Imam Suhayli (d.581 A.H.) started this formally in its book Al-Raud Al Unuf and this style reached in its climax in Zaad al Ma'ad by Ibn e Qayyim (d.751 A.H.). This trend is also found dominant in sirah books which were written by other great scholars like Ibn e Kathir (d.774 A.H.), Allama Maqrezi (d.845 A.H.),Imam Qastallani (d.923 A.H.), Imam Shami (d.942 A.H.), Imam Halabi (d.1044 A.H.) and Allama Zarqani (d.1122 A.H.) etc. These Implication and juristic rulings have been inferred from all the aspects of Prophet's life related to makki and madni era. The derived lessons and instructions cover the religious, social, political, economic and other aspects of a Muslim's life. In this article an attempt has been made to elaborate this style of sirah writing and to define the classification and nature of inferred juristic implications.

Keywords: Sirah writings, Derivation, Juristic implications, Fiqh al-Sirah, Classification, nature, Makki and Madni era.

مسائل دینیہ اور احکام فقہیہ کا منبع و مصدر عام طور پہ کتب فقہ کو گردانا جاتا ہے جبکہ کتب سیرت کو تاریخی طرز پہ واقعات سیرت کے بیان تک تصور کیا جاتا ہے جو کہ درست فکر و خیال نہیں۔ متقدمین و متاخرین کی سیرت نگاری پہ اگر نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ ان میں سے بعض کتب میں رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کی زمانی واقعاتی ترتیب کے پہلو بہ پہلو سیرت نگاری کے کچھ ایسے اسالیب و مناہج بھی اختیار کیے گئے ہیں جو کہ ان کتب کو محض تاریخی طرز تالیف سے نکال کر دیگر علوم وفنون کا مرقع بنا دیتے ہیں۔

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی و علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور۔

انہی اسالیب میں سے ایک اہم اسلوب وقائع سیرت سے فقہی احکام، دروس وعبر اور بصائر وحکم کا استنباط واستخراج ہے جس کو جدید اصطلاح کے تحت فقہ السیرۃ بھی کہا جاتا ہے۔ سیرت اور فقہ کا تعلق بہت گہرا ہے دونوں ایک دوسرے سے ایسے پیوستہ ہیں کہ اگر ان کو الگ الگ کر کے دیکھا جائے تو دونوں کی تفہیم ناقص ہو گی فقہ کی تفہیم کے لیے سیرت اور سیرت کو سمجھنے کے لیے ہم فقہ کے محتاج ہیں۔ فقہ اسلامی کے تمام اصول وکلیات اور قواعد و قوانین کا اصل منبع و مصدر حیات النبی ﷺ اور واقعات سیرت ہی ہیں یہی وجہ ہے کہ فقہائے امت نے نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ کو بنیاد بنا کر اصول اخذ کیے اور پھر ان اصولوں کی بنیاد پر ہی احکامات کے حوالے سے حکم لگایا اور دلائل وغیرہ سیرت مبارکہ سے فراہم کیے۔ اسی لیے امام ابن حزم نے ایک فقیہ کے لیے نبی کریم ﷺ کی زندگی سے واقفیت ضروری قرار دی ہے۔[1]

ابتدائی کتب سیرت مثلاً سیرت ابن اسحاق، سیرت ابن ہشام اور کتب تاریخ وطبقات میں موجود حصہ سیرت میں دینی احکام کی فرضیت کی تواریخ وغیرہ سے تو بحث کی گئی ہے مگر وہاں نہ تو کسی بحث کو فقہی انداز میں چھیڑا گیا ہے اور نہ ہی کسی واقعہ سیرت سے کوئی مسئلہ اخذ کیا گیا ہے۔ مستقل اور باقاعدہ سیرت نگاری میں فقہی مسائل زیر بحث لانے اور واقعات سیرت سے فقہی نکات اخذ کرنے کی ابتداء امام ابن حزم ظاہری (۴۵۶ھ) کی جوامع السیرۃ اور ابن عبد البر ۴۶۳ھ) کی الدرر فی اختصار المغازی والسیر سے پانچویں صدی ہجری میں ہوتی ہے جبکہ فقہ السیرۃ کو باقاعدہ طور پر اپنانے والے پہلے سیرت نگار امام سہیلی (۵۸۱م) ہیں جنھوں نے الروض الانف میں اپنے مقدمہ کتاب میں بھی اس کا اظہار کیا اور متن کتاب میں روایات و واقعات سیرت سے بہت سے فقہی نکات اور لطائف و معارف اخذ کیے۔ فقہ حدیث سلمان، فقہ حدیث الھجرۃ الی الحبشۃ، فقہ حدیث السحر اور فقہ لایصلین احد کم العصر الا فی بنی قریظہ، جیسے جملے کتاب میں عام پائے جاتے ہیں۔ فقہ السیرۃ کو باقاعدہ فن کی شکل دینے اور اسے عروج و کمال تک پہنچانے میں امام ابن قیم (۷۵۱ھ) کا بنیادی کردار ہے موصوف نے زادالمعاد میں جس اہتمام کے ساتھ سینکڑوں فقہی احکام اور حکمتیں اخذ کی ہیں اگلی پچھلی صدیوں میں کوئی سیرت نگار بھی اس حوالے سے ان کے مقام و مرتبہ کو نہیں پہنچا۔ زادالمعاد میں ابن قیم نے خاص طور پر غزوات وسرایا، معاہدات اور وفود کے تذکرہ میں جن فقہی نکات کو اخذ کیا ہے اور وقائع سیرت سے جو

[1] ابن حزم، علی بن احمد بن سعید، ابی محمد، (۴۵۶ھ)، **الاحکام فی اصول الاحکام**، تحقیق، احمد محمد شاکر، (بیروت: منشورات دارالافاق الجدیدۃ، ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰م)، ۵: ۱۲۶

حکمتیں اخذ کی ہیں ابن قیم کے بعد آنے والے شارحین احادیث اور سیرت نگار ان سرور عالم ﷺ ان سے کسی طور مستغنی نہیں ہو سکے۔ زاد المعاد کو بجا طور پر "ام کتب فقہ السیرۃ" کہا جا سکتا ہے۔

آٹھویں صدی ہجری اور مابعد کی تمام صدیوں میں بھی فقہ السیرۃ سے خاص تعرض کیا گیا مثلاً السیرۃ النبویۃ لابن کثیر (۷۷۴ھ)، امتاع الاسماع از علامہ مقریزی (۸۴۵ھ)، بھجۃ المحافل از ابو بکر العامری (۸۹۳ھ)، المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ از علامہ قسطلانی (۹۲۳ھ)، سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد از علامہ محمد بن یوسف الشامی (۹۴۲ھ)، السیرۃ الحلبیہ از امام حلبی ۱۰۴۴(ھ)، شرح الزرقانی از علامہ زرقانی (۱۱۲۲ھ)، مختصر سیرۃ الرسول از محمد بن عبد الوہاب (۱۲۰۶ھ) اور مختصر سیرۃ الرسول از عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب (۱۲۴۴ھ) کی کتب سیرت میں واقعات سیرت کے تحت بہت سے احکام و فقہی نکات اخذ کیے گئے ہیں۔ جن میں مماثلت کے ساتھ ساتھ تفردات بھی موجود ہیں اس فن کی ابتداء کے حوالے سے اگر بات کی جائے تو فقہ السیرۃ بنیادی طور پر فقہ الحدیث سے اخذ کردہ فکر و خیال ہے۔ اور کتب احادیث میں روایات سیرت سے اخذ واستنباط احکام اس کے ابتدائی نقوش قرار دیئے جا سکتے ہیں۔

قبل از بعثت نبی کریم ﷺ کے اعمال و سنن اور ان سے استدلال کی شرعی حیثیت:

نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ پر اگر نظر ڈالی جائے تو اسے مندرجہ ذیل تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ زندگی قبل از اعلان نبوت و رسالت

۲۔ زندگی بعد از بعثت و رسالت۔ مکی دور

۳۔ زندگی بعد از بعثت و رسالت۔

مدنی دور آپ ﷺ کی زندگی کے مندرجہ بالا تینوں ادوار بڑی اہمیت کے حامل ہیں البتہ ان ادوار میں بنیادی فرق و امتیاز حضور ﷺ کا بعثت و رسالت سے سرفراز ہونا ہے اور سرفرازی نبوت و رسالت کے بعد والا حصہ زندگی فقہاء اور محدثین کی توجہ کا مرکز بنا کیونکہ ان کے نزدیک احکام کا مصدر اور ماخذ آپ ﷺ کی زندگی بعد از نبوت و رسالت ہی ہے لیکن اگر دیکھا جائے تو آپ ﷺ کی مبعوث ہونے سے قبل کی زندگی بھی بہت اہم ہے کیونکہ اسی زندگی کو قرآن مجید میں لسان نبوت کے ذریعہ آپ ﷺ کی سچائی اور نبوت کی دلیل (فقد لبثت فیکم

عمرا من قبلہ ط افلا تعقلون)(یونس:١٦) کے طور پر پیش کیا گیا ہے اسی بنیاد پر محدثین، فقہاء اور اصولیین کی طرف سے دو نقطہ ہائے نظر سامنے آئے:

١۔ آپ ﷺ کے مبعوث ہونے سے قبل کی زندگی بھی ماخذ شریعت ہے۔

٢۔ بعثت ورسالت کے بعد کی زندگی ہی صرف ماخذ شریعت ہے۔

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی مندرجہ بالا اختلاف کے بارے میں محدثین وفقہاء کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "غالباً اس آیت کریمہ سے خاص کر اور دوسری آیات کریمہ اور احادیث نبویہ سے بالعموم متاثر ہو کر علمائے اسلام اور محدثین کرام کے ایک بصیر و فکری طبقہ میں یہ فکر پیدا ہو گئی کہ رسول اکرم کی بعثت و نبوت سے پہلے کی زندگی بھی اسی طرح حدیث و سنت ہے جس طرح بعد نبوت ورسالت کی حیات تھی، امام بخاری نے کہ عظیم تر محدثین کرام میں بھی سرخیل و امام کی حیثیت و مرتبہ کے حامل ہیں، خاص طور سے اس فکر پر اپنی کتاب کی اساس رکھی اور اس کا نام رکھا: "الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ وسننہ وایامہ"، حافظ ابن حجر اور دوسرے شارحین بخاری نے اس عنوان معانی آفرین پر کلام کر کے اس کی جہات واضح کی ہیں،........ علماء و محدثین کا دوسرا نظریہ ہے کہ رسول اکرم کے فرمان وارشاد، فعل و عمل، سنت وسیرت اور تقریر و تائید کا صرف بعد نبوت وبعثت کا حصہ ہی حدیث ہے اور صرف اسی کو آئینی حیثیت حاصل ہے کہ اسلامی شریعت سازی، تشریع اسلامی اور دین و قانون میں وہی کارساز ہے کیوں کہ بعد نبوت آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسالت و تشریح کا منصب و کار عطا فرمایا گیا تھا اس سے زیادہ اہم نکتہ یہ ہے کہ بعد نبوت ہی آپ ﷺ کو عصمت نبوت کا الٰہی تحفظ بھی دیا گیا تھا، قبل بعثت کی زندگی میں رسول اکرم ﷺ کو نہ تو شریعت دی گئی تھی، نہ دین عطا فرمایا گیا تھا اور نہ ہی عصمت حاصل تھی، بلکہ متعدد علماء اور سیرت نگاروں نے تو قبل بعثت کی حیات میں آپ کے اعمال واقوال کے بارے میں یہ سوال اٹھایا ہے کہ وہ کس شریعت کی اتباع میں تھے حتیٰ کہ بعض بعض نے مکی دور رسالت میں یہ سوال اٹھایا ہے لہٰذا اس فکر کے حاملین کرام نے قبل بعثت کے اقوال و اعمال اور احوال و سنن کی نہ دینی حیثیت قبول کی ہے اور نہ تشریعی کارفرمائی مانی ہے، اسی بنا پر سیرت نبوی اور احوال عہد کو بھی حدیث و تشریع کا حصہ نہیں مانا ہے۔[2]

---

[2] صدیقی، محمد یاسین مظہر، پروفیسر ڈاکٹر، **قبل بعثت اعمال وسنن نبوی کی دینی حیثیت**، ماہنامہ معارف، (اعظم گڑھ، یوپی: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، جلد نمبر ١٨٣، عدد ٦، جمادی الثانی ١٤٣٠ھ / جون ٢٠٠٩ء)۔ ٤٠٥۔٤٠٧

رسالت سے سرفراز ہونے سے پہلے حضور ﷺ بہت سے اعمال پر عمل پیرا تھے جیسے نماز، روزہ، عمرہ، حج، قربانی، مردار سے اجتناب، طواف بیت اللہ، احترام کعبہ، حلال کھانا، خلوت نشینی، نکاح، بچوں کی رضاعت و عقیقہ، اور ان کے نکاح وغیرہ۔ قبل از نبوت کے مندرجہ بالا اعمال نبوی ﷺ کے متعلق اصولیین نے سوال اٹھایا ہے کہ یہ اعمال کس شریعت کی پیروی و اتباع میں آپ ﷺ نے سرانجام دیئے۔ اس حوالے سے اصولیین نے مختلف دلائل پیش کیے ہیں اور ان دلائل کی بنیاد پر اپنے موقف کو ثابت کرتے ہوئے مختلف نقطہ نظر رکھنے والے حضرات کی نفی کی ہے یہ بحث بہت عمدہ اور دلچسپ ہے جس کی تفصیلات اصولیین کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔[3]

نبی کریم ﷺ کے افعال و اعمال سے استدلال اور اسے بطور فقہی ماخذ تسلیم کرنے کے حوالے سے ایک اہم بحث جو اصولیین کے ہاں پائی جاتی ہے وہ عصمت انبیاء کرامؑ کی بحث ہے بعض حضرات کے نزدیک آپ ﷺ اور دیگر تمام انبیاء کرامؑ کو قبل و بعد از بعثت ہر دو صورتوں میں عصمت حاصل تھی جبکہ کچھ حضرات کے نزدیک عصمت انبیاء کا تعلق صرف بعد از نبوت کی زندگی سے ہی ہے۔

عصمت قبل از نبوت کے بارے میں مندرجہ بالا اختلاف کی وجہ سے ہی اس امر میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا واقعات سیرت قبل از نبوت و رسالت سے استدلال کیا جاسکتا ہے اور ان کی شرعی حیثیت تسلیم کی جاسکتی ہے یا کہ نہیں۔

علامہ زرکشی "الثواب والعقاب لاالعلمان الا من جهة الشرع" کے تحت آیت قرآنی "رسلا مبشرین و منذرین لئلایکون للناس علی الله حجة بعدالرسل" (النساء:١٦٥) نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

فلوكان له الحجة عليهم قبل البعثة لماقال انمابعث الرسل لاقطع بها حجة المحتج۔[4]

---

[3] اس حوالے سے دیکھئے:

i۔ الآمدی، سیف الدین ابی الحسن علی بن ابی علی بن محمد (م٦٣١ھ)، **الاحکام فی اصول الاحکام**،(بیروت:دار الکتب العلمیة،١٤٠٠ھ / ١٩٨٠ء)،٤: ١٨٧۔٢٠١

ii۔ زرکشی، بدرالدین محمد بن بہادر بن عبداللہ (٧٩٤ھ)،**البحرالمحیط فی اصول الفقہ**،(الکویت:وزارة الاوقاف والشؤ ن الاسلامی،١٤١٣ھ / ١٩٩٢م)،٦: ٣٩۔٤٨

[4] الزرکشی، **البحرالمحیط فی اصول الفقہ**، ١: ١٤٦۔١٤٧

امام ابن تیمیہ نے اس حوالے سے بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قبل از نبوت آپ ﷺ سے متعلقہ اخبار، آپ ﷺ کی سیرت، غار حرا میں تحنث، اخلاق و محاسن کا تذکرہ، حضرت خدیجہؓ کی آپ ﷺ کو نزول وحی کے موقعہ پر تسلی دینا، آپ ﷺ کے امی ہونے اور آپ ﷺ کی صدق و امانت کا تذکرہ اور اسی طرح کی دیگر امثال، جن کا تعلق حضور ﷺ کے احوال کے ساتھ ہے، آپ ﷺ کی نبوت کی پہچان اور صداقت کے لیے ان کا بیان بطور دلائل نبوت فائدہ دیتا ہے اسی طرح کتب سیرت میں حضور ﷺ کے نسب و اقارب کا تذکرہ بھی اسی مقصد کے لیے کیا جاتا ہے، کتب تفسیر، کتب سیرت و مغازی، کتب احادیث وغیرہ میں قبل از نبوت کے جن امور کا تذکرہ ہے تو وہ اس لیے نہیں ہے کہ قبل از نبوت آپ ﷺ کے فعل کو بطور شرع لیا جائے بلکہ مسلمانوں نے ان کو اس لیے جمع کیا کہ ان پر ایمان لانا بندوں پر فرض ہے جبکہ عمل بعد از نبوت کے اعمال کے حوالے سے کرنا ہے اسی لیے جو شخص جمعہ اور جماعت چھوڑ کر ویرانوں اور پہاڑوں میں خلوت اختیار کرتا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی اقتداء کر رہا ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے غار حرا میں قبل از نبوت تحنث اختیار فرمایا، اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ عبادات شرعیہ کو چھوڑتا ہے اور آپ ﷺ کے قبل از نبوت فعل کی پیروی کرتا ہے تو وہ خطاء پر ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت و رسالت سے نوازا تو اس کے بعد آپ ﷺ نے غار حرا میں خلوت نہیں فرمائی اور نہ ہی ایسا کچھ اور کیا۔ نبوت کے بعد آپ ﷺ مکہ میں بارہ (۱۲) سال رہے ہجرت کے بعد عمرۃ القضاء، غزوہ فتح اور عمرۃ الجعرانہ کے لیے تشریف لائے لیکن غار حرا کا قصد نہیں کیا اور اسی طرح آپ ﷺ کے اصحاب میں سے بھی کوئی غار حرا نہیں گیا اور نہ ہی کسی مقام خلوت میں جمعہ وجماعت سے الگ ہو کر پڑے رہے اور نہ ہی کسی نے خلوت میں چالیس (۴۰) روز لگائے ،جیسا کہ بعض متاخرین نے کیا۔(اس کے برعکس) وہ عبادات شریعہ کے ذریعے اللہ کی عبادت کرتے تھے جن کو نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے مقرر کیا تھا، جن پر ایمان لانا اور اتباع کرنا اللہ کی طرف سے ان پر فرض تھا، جیسا کہ نماز پنجگانہ اور دیگر نمازیں، روزے، اعتکاف، اذکار و ادعیہ، قرات اور جہاد وغیرہ۔[5]

---

[5] ابن تیمیۃ، تقی الدین احمد بن عبد الحلیم، (۷۲۸ھ)، **مجموع فتاوی شیخ الاسلام احمد بن تیمیۃ**، جمع و ترتیب، عبد الرحمن بن محمد بن قاسم العاصمی، (تصویر طبعۃ الاولی، ۱۳۹۸ھ)، ۱۸: ۱۰-۱۱

امام اسنوی لکھتے ہیں: ان المختارفی الافعال قبل البعثت هو التوقف ای لایحکم علیها بالاباحة ولاتحریم۔ [6]

قبل از نبوت و بعثت کے اعمال سے عدم استدلال شرعی کے نقطہ نظر کے حاملین کا بنیادی نظریہ یہ ہے کہ رسول مبعوث ہونے سے قبل آپ ﷺ کے اعمال وافعال شرعی حجت کیسے اختیار کر سکتے ہیں جبکہ ان افعال کا تعلق بھی اس زمانہ سے ہے جس میں عصمت حاصل نہیں تھی۔ اس خیال کے برعکس "دوسری طرف امام بخاری اور ان کی فکر سے وابستہ و پیوستہ محدثین کرام اور علمائے اسلام ہیں، وہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل کے واقعات و حالات سے بحث بھی کرتے ہیں اور اپنی کتب حدیث میں بھی ان کو لاتے ہیں اور ان سے استشہاد واستدلال کرتے ہیں، ان واقعی شواہد سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ماقبل بعثت کے اعمال واحوال اور سنن کو بھی تشریع اسلامی میں کارگذار و کار فرما مانتے ہیں اور ان کو سنت و حدیث کا قانونی درجہ دیتے ہیں، امام بخاری کی الجامع الصحیح کے ابواب و کتب سے بالخصوص اور ان میں وارد احادیث و سنن سے بالعموم اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ [7] اس فکر و خیال کی قوت میں اضافہ الماوردی (م ۲۳۱ھ) کی اس عبارت سے بھی ہوتا ہے جو انہوں نے حلف الفضول کے بارے میں لکھی۔ فرماتے ہیں:

وهذاإن كان فعلاً جاهلياً دعتهم اليه السياسة فقد صاربحضوررسول اللهﷺ له وماقاله فی تأكيداًمره حكما شرعياًوفعلاًنبوياً [8]

سیرت نگار حضرات کا قبل از نبوت واقعات سیرت سے استدلال:

نبی کریم ﷺ کی زندگی کے قبل از بعثت و رسالت حصہ یعنی پیدائش سے آغاز نبوت تک کی زندگی سے صرف نظر ممکن نہیں یہ حصہ زندگی نبوت کی تمہید اور رسالت کی تصدیق کے لیے بھی پیش کیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ تقریباً تمام سیرت نگاران سرور عالم ﷺ نے اس حصہ زندگی کے واقعات سیرت سے اخذ و استنباط کیا ہے البتہ سیرت نگاروں کے ہاں بھی اس امر سے بحث ملتی ہے کہ زمانہ قبل از نبوت آپ ﷺ کے افعال کس شریعت کی

---

[6] السنوی، جمال الدین ابی محمد عبدالرحیم بن الحسن، (۷۷۲ھ)، **التمهید فی تخریج الفروع علی الاصول**، (بیروت، مؤسسة الرسالہ، ۱۴۰۴ھ۔۱۹۸۴ء)، ۴۸۷

[7] صدیقی، محمد یاسین مظہر، **قبل بعثت اعمال و سنن نبوی کی دینی حیثیت، معارف**، (اعظم گڑھ: حوالہ مذکور)، ۴۰۷۔۴۰۸

[8] الماوردی، ابوالحسن علی بن حبیب البصری (م ۶۳۱ھ)، **الاحکام السلطانیہ**، (بیروت: دارالفکر (س۔ن)، ۷۹

پیروی میں تھے۔[9] لیکن اصولیین کے برعکس کسی سیرت نگار نے افعال قبل از نبوت اور واقعات سیرت قبل از نبوت و رسالت سے استدلال کی شرعی حیثیت پر بحث نہیں بلکہ اس زمانہ کی سیرت مبارکہ سے فقہی احکام اور حکمتیں اخذ کرتے ہوئے ایسے استدلال کے درست اور شرعی ہونے کا خاموش اظہار کیا ہے قبل از نبوت و رسالت آپ ﷺ کی زندگی کے جن حالات و واقعات سے احکام اخذ کیے گئے ہیں ان کی تقسیم کچھ یوں کی جا سکتی ہے۔

(۱) آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل تمہیدی مباحث سیرت سے استنباط (۲) حضور ﷺ کے ختنہ سے متعلق روایات سے اخذ و استنباط (۳) رضاعت نبوی ﷺ اور احکام و مسائل کا بیان (۴) شق صدر کی روایات سے استنباط (۵) واقعہ حلف الفضول سے متعلقہ فقہی احکام (۶) حضرت خدیجہؓ سے شادی۔ احکام ومسائل کا استنباط (۷) حرب فجار کے تذکرہ سے مسائل کا استخراج (۸) غار حرا میں خلوت نشینی سے استنباط

امام سہیلی نے آپ ﷺ کی رضاعت سے رضاعت پر اجرت لینے کا جواز، شق صدر میں آپ ﷺ کے قلب مبارک کو سونے کے طشت میں رکھ کر آب زمزم سے دھونے کے فرشتوں کے عمل سے قرآن کو سونے سے آراستہ کرنے کا جواز اور حلف الفضول میں حضور ﷺ کی شرکت سے آج کے دور میں حلف الفضول کی مانند معاہدہ کرنے اور ایسے معاہدے کی دعوت دینے کا جواز ثابت کیا ہے۔[10] امام قسطلانی نے آپ ﷺ کے مختون پیدا ہونے کے تذکرہ میں ختنہ کی شرعی حیثیت سے بحث کی ہے[11] اسی بحث کو علامہ زرقانی نے مزید تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔[12] امام حلبیؒ نے آپ ﷺ کی شیر خوارگی اور رضاعت کے تذکرہ میں رضاعی بھتیجی سے حرمت نکاح، دو بہنوں سے بیک وقت شادی اور ربیبہ سے نکاح کے مسائل پر بحث کی ہے۔[13]

---

[9] دیکھیے: (i) **السیرة النبویة لابن کثیر**، ا: ۳۳۸ (ii) **امتاع الاسماع**، ۲: ۳۵۷ (iii) **بهجة المحافل**، ا/ ۲۷ (iv) **المواهب اللدنیه**، ۴: ۱۱ (v) **سبل الهدیٰ والرشاد**، ا: ۱۴؛ ۸: ۷۰ (vi) **السیرة الحلبیه**، ا: ۳۴۰ (vii) **السیرة النبویه لزینی دحلان**، ا: ۱۶۳

[10] السهیلی، عبدالرحمن بن عبدالملک بن احمد بن ابی الحسن، الخثعمی، (۵۸۱ھ)، **الروض الانف فی تفسیر السیرة النبویة لابن هشام**، (القاهره: دارالحدیث، ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء)، ا: ۳۲۵، ۳۱۷، ۲۷۵

[11] القسطلانی، احمد بن محمد (م ۹۲۳ھ)، **المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة**، رضا عجرات الهند، (مرکز اہل سنت برکات (س۔ن))، ا: ۱۳۶

[12] الزرقانی، محمد بن عبدالباقی (۱۱۲۲ھ)، **شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیه بالمنح المحمدیة**، (بیروت: دارالمعرفة، ۱۹۹۳ء)، ا: ۲۴۱

[13] الحلبی، علی بن ابراهیم (م ۱۰۴۴ھ)، **انسان العیون فی سیرة الامین المامون، السیرة الحلبیه**، ضبط و تحقیق، عبدالله محمد الخلیلی، (بیروت: دارالکتب العلمیة، ۲۰۰۸ء)، ا: ۱۲۶۔۱۲۷

اس طرح قبل از بعثت آپ ﷺ کے بکریاں چرانے اور دیگر واقعات سے حکمتیں بھی اخذ کی گئی ہیں علاوہ ازیں آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کے بیان سے قبل سیرت نگار حضرات جن تمہیدی موضوعات کو زیر بحث لاتے ہیں ان سے بھی اخذ و استنباط کرتے نظر آتے ہیں۔ مثلاً امام سہیلی نے حضرت ابراہیم کی حضرت سارہ سے شادی کے تذکرہ میں بھتیجی سے شادی کی شرعی حیثیت بیان کی ہے نیز اشہر حرم کی ترتیب میں اختلاف کا تذکرہ کرتے ہوئے علماء کے اس اختلاف کا ذکر کیا ہے کہ اگر کسی شخص نے حرام مہینوں میں روزہ رکھنے کی نذر مانی تو وہ کہاں سے آغاز کرے گا اس کے ساتھ ساتھ حرم کے درخت کاٹنے کی دیت وغیرہ جیسے مسائل زیر بحث لائے ہیں[14] اسی طرح امام حلبی بھی سیرت کے تمہیدی مباحث سے اخذ و استنباط کرتے ہیں امام حلبی نے آنحضرت ﷺ کے نسب کے بیان میں امامت عظمی کے لیے فقہاء کی مقرر کردہ شرائط سے بحث کی ہے، حضرت عبد المطلب کی ایک بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر کے تذکرہ میں ایک عورت کے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی منت اور منت سے متعلقہ احکام و مسائل کا تذکرہ کیا ہے نیز تعمیر کعبہ کی تاریخ میں کعبہ کو گرا کر نئے سرے سے تعمیر کرنے کا جواز اور کسی مسلمان پر لعنت بھیجنے کے جواز کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے۔[15]

عہد مکی بعد از بعثت کے واقعات سیرت سے استنباط احکام:

نزول وحی کے آغاز اور مدینہ کی طرف ہجرت کرنے تک کا درمیانی عرصہ، جو کہ بالعموم مکی عہد نبوی بعد از بعثت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، نبی کریم ﷺ کی زندگی کا بہت اہم حصہ ہے۔ اسلامی دعوت و تحریک اور محمدی انقلاب کی کامیابی میں مکی عہد نبوی کلیدی کردار کا حامل ہے نیز اسلامی احکام کے ارتقاء کا منبع و ماخذ ہے۔[16] یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی کے اس حصہ کے بہت سے اعمال و افعال کا نہ صرف قرآن حکیم میں تذکرہ کیا گیا ہے بلکہ مختلف تبصروں کی صورت میں آپ ﷺ کے کردار کی پاکیزگی اور آپ ﷺ کی دعوت کی سچائی کا

---

[14] السہیلی، **الروض الانف**، ا: ۲۶۱، ۴۰، ۱۲۷

[15] الحلبی، **السیرۃ الحلبیہ**، ا: ۲۸، ۵۵، ۲۴۹، ۲۳۸

[16] ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی، جو کہ عصر حاضر کے ایک نامور محقق اور منفرد سیرت نگار ہیں۔ ان کے نقطہ نظر کے مطابق یہ نظریہ وخیال درست نہیں کہ احکام کی اصل مدنی دور ہے ان کے خیال میں تمام بنیادی احکام مکہ میں آچکے تھے اور مدینہ منورہ میں ان پر جزوی اضافات اور تکمیلی تعمیرات ہوتی رہیں ان مدنی تعلیمات کی بنیاد مکی اصول و مبادی پر ہی تھی۔ (دیکھئے، صدیقی، یٰسین مظہر، ڈاکٹر، (پ ۱۹۴۴ء)، **مکی عہد نبوی میں اسلامی احکام کا ارتقاء**، (لاہور: نشریات، ۲۰۰۸ء)، ۵۹۸

اظہار کرتے ہوئے ادیان باطلہ کا رد بھی کیا گیا ہے سیرت نگاروں نے بھی آپ ﷺ کی مکی زندگی بعد از بعثت کی اہمیت کے پیش نظر مکی دور کی تفصیلات کو خاصے اہتمام سے بیان کیا ہے۔

سیرت نگار حضرات کی کتب سیرت میں مکی عہد نبوی ﷺ کے جن واقعات سیرت سے اخذ واستنباط کیا گیا ہے ان کو مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

i۔ ابتدائے وحی کے تذکرہ سے استنباط احکام ومواعظ وحکم:

نزول وحی کا آغاز در حقیقت حضور ﷺ کی نبوت ورسالت کا آغاز ہے قبل از بعثت نبی کریم ﷺ غار حرا میں کئی کئی دن غور وفکر اور عبادت میں مشغول رہتے بعض سیرت نگار حضرات نے آپ ﷺ کی اس خلوت نشینی سے گوشہ نشینی کے جواز پر استدلال کیا ہے اور عزلت نشینی کی اہمیت وشرائط بیان کی ہیں۔[17] آغاز وحی کے موقع پر حضرت جبرئیلؑ نے حضور ﷺ سے فرمایا تھا "اقراءباسم ربک الذی خلق" (العلق:۱) امام سہیلیؒ کے نزدیک اس میں فقہی مسئلہ یہ ہے کہ قرآن کو بسم اللہ سے شروع کرنا واجب ہے اگرچہ اس (آیت) میں یہ وضاحت نہیں کہ اللہ کے کس نام سے شروع کیا جائے مگر اس کی وضاحت اللہ تعالیٰ کے اس قول "بسم اللّٰہ مجرھا" (ھود:۴۱) اور اللہ تعالیٰ کے فرمان "وانه بسم الله الرحمن الرحيم "(النمل:۳۰) میں ہے[18] بعض سیرت نگاروں نے ایک بحث یہ بھی کی ہے کہ کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن کا حصہ ہے یا نہیں[19] نیز الفاظ "اقراء" اور "یاایھاالمدثر" میں پنہاں مسائل ولطیف نکات بھی اخذ کیے گئے ہیں[20] علاوہ ازیں پہلی وحی کے موقع پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے آپ ﷺ کو تین مرتبہ اپنے سینے کے ساتھ لگانے اور بھینچنے کی حکمتیں بھی کتب سیرت میں مذکور ہیں مثلاً امام سہیلی لکھتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ کے آپ ﷺ کو اس طرح تین مرتبہ بھینچنے سے بعض تابعین، جیسے قاضی شریح وغیرہ نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ بچے کو قرآن مجید یاد نہ کرنے کی وجہ سے تین مرتبہ سے

---

[17] دیکھئے: (i) البوطی، محمد سعید رمضان، الدکتور، (پ ۱۹۴۲ء)، **فقہ السیرۃ**، (مصر: دارالمعارف، س۔ن)، ۷۹۔۸۲

(ii) الجزائری، ابو بکر جابر، **ھذا الحبیب محمد رسول اللہ یا محب**، (المدینۃ المنورۃ: مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء)، ۱۸۴

(iii) الزید، زید بن عبد الکریم، ا۔ د، **فقہ السیرۃ**، (الریاض: دارالتدمریۃ، ۱۴۲۴ھ)، ۱۱۷۔۱۲۰

18 السہیلی، **الروض الانف**، ۱: ۴۴۲۔۴۴۳

19 ایضاً، ۱: ۴۴۲؛ الحلبی، **السیرۃ الحلبیہ**، ۱: ۳۵۳۔۳۵۴

20 محمد بن عبد الوہاب، مختصر سیرۃ الرسول، ۷۸۔۸۰

زیادہ نہ مارا جائے جس طرح کہ حضرت جبرئیل نے نبی کریم ﷺ کو صرف تین مرتبہ بھینچا تھا۔ ابن اسحاق کی روایت کے مطابق اس امر میں اس طرف اشارہ تھا کہ حضور ﷺ کو تین مرتبہ مشکلات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ یہاں تک کہ سہولت و آسانی پیدا ہو جائے گی۔ وہ مشکلات یہ تھیں (i) شعب ابی طالب میں محصوری (ii) قتل کی دھمکیاں (iii) محبوب ترین وطن سے جلاوطنی۔[21] نزول وحی کے بعد جب حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئیں تو انہوں نے دیگر باتوں کے علاوہ حضرت خدیجہؓ اور آپؐ سے فرمایا کہ حضور ﷺ کو وطن سے نکال دیا جائے گا تو حضور ﷺ نے (دیگر باتوں پر خاموشی کے برعکس اس بات پر) فرمایا "او مخرجی ھم" ورقہ بن نوفل اور حضور ﷺ کے اس مکالمہ سے سیرت نگار حضرات نے وطن سے محبت کے جواز کی دلیل پکڑی ہے۔[22] آغاز وحی کے تذکرہ میں فرضیت وضو اور فرضیت صلوٰۃ کی بحث کرتے ہوئے بھی کچھ احکام کا تذکرہ ملتا ہے مثلاً امام حلبی نے ایک روایت بیان کی ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام پہلی وحی لے کر آئے تو انہوں نے حضور ﷺ کو وضو اور نماز سکھائی تو جب وہ وضو کر کے سکھا چکے تو انہوں نے اپنے ہاتھ میں ایک چلو پانی لے کر اپنی شرم گاہ پر چھڑکا امام حلبی نے شارحین حدیث کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس سے یہ مسئلہ نکالا گیا ہے کہ جو شخص استنجاء کرے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ استنجاء کرنے کے بعد وہ ایک چلو پانی اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے کپڑے پر اس جگہ چھینٹا دے لے جہاں شرم گاہ ہوتی ہے تاکہ اگر اس کو بعد میں پاجامے کے اس حصہ پر تری نظر آئے تو اس کو یہ وہم نہ ہو کہ پیشاب کا کوئی قطرہ نکلا ہے اور کپڑے ناپاک ہو گئے ہیں۔[23]

---

21 دیکھئے: (i) **الروض الانف**،ا: ۴۴۴

(ii) الشامی، محمد بن یوسف الصالحی، ۹۴۲(ھ)، **سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد**، تحقیق، الشیخ عادل احمد عبدالموجود، (بیروت: دارالکتب العلمیۃ، ۲۰۰۷ء/۱۴۲۸ھ)، ۲: ۲۴۰

(iii) الحلبی، **السیرۃ الحلبیہ**، ا: ۳۴۶

(iv) دحلان، احمد بن زینی، (م ۱۳۰۴ھ)، **السیرۃ النبویۃ**، (بیروت: دارالفکر، ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۱ء)، ا: ۱۶۵

22 الروض الانف، ا: ۴۵۲۔۴۵۳؛ **سبل الھدی والرشاد**، ۲: ۲۴۲

23 **السیرۃ الحلبیہ**، ا: ۳۷۷

ii۔ تبلیغ اسلام میں حضور ﷺ اور اصحابؓ کو دی جانے والی اذیتوں سے استنباط احکام:

نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کفار کی طرف سے دعوت اسلام کے سلسلے میں شدید مزاحمت اور ظلم و ستم کا سامنا کرنا پڑا۔ مشرکین مکہ نے نہ صرف آپ ﷺ کو ہر طریقہ سے ستانے کی کوشش کی بلکہ حضور ﷺ پر ایمان لانے والے لوگوں پر بھی ظلم و ستم کی حد کر دی۔ سیرت نگار حضرات نے آپ ﷺ اور آپ کے اصحابؓ کے ساتھ ایسے سلوک کا نہ صرف تذکرہ کیا ہے بلکہ ان سے کچھ احکام کا استنباط بھی کیا ہے مثلاً امام قسطلانی نے عقبہ بن ابی معیط کے فعل شنیع کا ذکر کیا ہے، جس میں اس نے نبی کریم ﷺ پر صحن کعبہ میں نماز پڑھنے کے دوران گوبر سے بھری اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی۔ امام قسطلانی نے اس واقعہ کی تمام تر تفصیلات کے تذکرہ کے بعد اس امر سے بحث کی ہے کہ ایسی نجاست، جو ابتداً نماز کے انعقاد سے روکتی ہے اگر وہ دوران نماز پیش آجائے تو نماز کی حیثیت کیا ہو گی (یعنی نماز فاسد و باطل ہو جائے گی یا دوران نماز اس نجاست کو دور کرنے سے نماز صحیح ہو گی) امام قسطلانی نے یہاں مختلف فقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں نیز اس امر سے بھی بحث کی ہے کہ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے کیا اس کی نجاست پاک ہے یا نہیں۔[24] امام سہیلیؒ نے یہودیوں کے نبی کریم ﷺ کو محمد کہنے کی بجائے مذمم کہہ کر اذیت دینے کے تذکرہ میں علامہ نسوی کے حوالے سے لکھا ہے کہ اگر کسی نے ایسے کلام سے طلاق دی جو طلاق سے مشابہت نہیں رکھتا تو یہ طلاق واقع نہ ہو گی۔[25] مشرکین اور یہودیوں کی اذیتوں میں سے ایک اذیت یہ تھی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو محض زچ کرنے اور اذیت و تکلیف دینے کے لیے روح کی حقیقت وماہیت کے متعلق سوال پوچھا جس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کل جواب دوں گا اور اس موقعہ پر "ان شاءاللہ" کہنا بھول گئے بعض سیرت نگاروں نے یہاں کسی کام سے قبل ان شاءاللہ کہنا بھول جانے کے حوالے سے احکام ومسائل کا احاطہ کیا ہے۔[26] کفار مکہ کے معبودان باطل کو برا بھلا نہ کہنے کے حوالے سے مسلمانوں کو ہدایت دی گئی کہ "ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم" (الانعام:۱۰۸) امام سہیلی

---

[24] **المواھب اللدنیہ**، ا: ۲۲۸؛ **شرح العلامۃ الزرقانی**، ا: ۴۴۴۔۴۷۵

[25] **الروض الانف**، ۲: ۱۵۶

[26] **السیرۃ الحلبیہ**، ا: ۴۴۲

نے اس آیت کی روشنی میں تجارت اور دیگر بہت سے احکام و معاملات میں سد ذرائع کے اثبات کے حوالے سے حضرات مالکیہ و شافعیہ کے اختلاف اور دونوں اطراف کے دلائل کی روشنی میں بہت عمدہ بحث کی ہے۔[27]

تبلیغ اسلام میں رکاوٹوں اور تکالیف و مصائب کے پہاڑ کھڑا کرنے کے باوجود مشرکین و کفار لوگوں کو قبول اسلام سے نہ روک سکے کتب سیرت میں مکی و مدنی دونوں عہدوں میں اسلام قبول کرنے والے حضرات میں سے بعض کے واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے یہاں بعض سیرت نگاروں نے قبول اسلام کے واقعات کے ضمن میں کچھ احکام بیان کیے جبکہ کچھ فقہی نکات اخذ کیے ہیں جیسا کہ حضرت عمر فاروقؓ کے قبول اسلام کے تذکرہ میں الروض الانف میں قرآن مجید کو طہارت کے بغیر چھونے کے جواز یا عدم جواز کے مسئلہ سے بحث کی گئی ہے۔[28] اسی طرح حضرت سعدؓ اور حضرت اسیدؓ کے قبول اسلام کے تذکرہ میں غسل و طہارت کے حوالے سے بہت عمدہ اور علمی بحث چھیڑی گئی ہے۔[29]

iii۔ ہجرت حبشہ سے احکام و مسائل کا استنباط:

مشرکین و کفار کی اذیتوں اور حد سے بڑھے ہوئے ظلم و ستم سے تنگ آکر نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی۔ سیرت نگار حضرات نے ہجرت حبشہ کی وجوہات و اسباب اور اس میں شریک اصحابؓ کے ناموں کی وضاحت کے ساتھ ساتھ اس ہجرت سے کچھ مسائل بھی اخذ کیے ہیں مثلاً امام سہیلی نے لکھا ہے کہ ہجرت حبشہ میں اس بات کا جواز ہے کہ دین کو بچانے کے لیے وطن سے خروج جائز ہے اگرچہ یہ نکلنا اسلام (دارالاسلام) کی طرف نہ ہو اور (چاہے چھوڑے جانے والا) وطن مکہ ہی کیوں نہ ہو۔[30] امام یحییٰ بن ابی بکر العامری صاحب بھجۃ المحافل وبغیہ الاماثل نے ہجرت حبشہ کے تذکرہ کے آخر میں امام قرطبیؒ (۶۷۱ھ) کے حوالے سے ہجرت کا معنی و مفہوم، قرآن میں ہجرت کی تاکید، مجبور ہو کر ہجرت کرنے کی اقسام اور اپنی مرضی سے ہجرت کرنے کی اقسام کا ذکر کیا ہے۔[31]

---

[27] ایضاً، ۲: ۱۵۷۔۱۵۸

[28] **الروض الانف**، ۲: ۹۶۔۹۸

[29] ایضاً، ۲: ۲۸۵

[30] ایضاً، ۲: ۱۲۴؛ محمد بن عبد الوہاب، **مختصر سیرہ الرسول**، ۹۹؛ **البوطی فقہ السیرۃ**، ۶۱۷

[31] دیکھیے:

ابن اسحاق کی روایت کے مطابق جب اہل حبشہ نے نجاشی کے خلاف بغاوت کر دی تو نجاشی نے ایک کاغذ منگوایا اور اس پر لکھا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عیسیٰؑ (اللہ) اس کے رسول اور اس کی روح ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے حضرت مریم کی طرف القاء کیا تھا" پھر نجاشی نے وہ کاغذ اپنی قباء کی نیچے سے اپنے دائیں کندھے پر باندھ لیا۔ جب نجاشی نے اہل حبشہ سے اپنے خلاف بغاوت کی وجہ پوچھتے ہوئے ان سے سوال کیا کہ تم حضرت عیسیٰؑ کے متعلق کیا کہتے ہو تو انہوں (رعایا) نے کہا کہ وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں نجاشی نے اپنی قباء کے اوپر سے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور کہا کہ وہ بھی اسی بات کی گواہی دیتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔[32] امام سہیلی ابن اسحاق کی اس روایت کے تذکرہ کے بعد لکھتے ہیں کہ اس روایت میں یہ فقہی مسئلہ ہے کہ مومن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ صریح جھوٹ بولے اور نہ ہی اس کی زبان پر کلمہ کفر آئے اگر اسے مجبور کیا جائے تو وہ کسی حیلہ کے ذریعہ سے، اگر اس سے بچ سکتا ہو تو ایسا کر سکتا ہے اور تعریض میں جھوٹ سے بچنے کی گنجائش ہوتی ہے۔[33] (جیسا کہ نجاشی نے تعریض سے کام لیتے ہوئے کیا اور صریحاً جھوٹ سے اپنا دامن بچالیا)۔ ہجرت حبشہ کے بیان میں بعض سیرت نگار حضرات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نجاشی کے لیے غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی وجہ اور غائبانہ نماز جنازہ کی مشروعیت کے حوالے سے بھی بحث کی ہے۔

ابن قیمؒ اور ابن اکثیرؒ نے اس حوالے سے اپنے شیخ ابن تیمیہ کا موقف پیش کیا ہے کہ جس میت کی نماز جنازہ اس کے شہر میں ادا کر دی جائے تو دوسرے شہر میں اس پر نماز جنازہ مشروع نہیں چونکہ نجاشی ایمان لا چکا تھا اور اس کی وہاں (حبشہ میں) نماز جنازہ بھی ادا نہیں کی گئی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔[34]

(i) العامری، یحییٰ بن ابی بکر بن محمد بن یحیی (۸۹۳ھ)، **بھجۃ المحافل وبغیۃ الاماثل فی تلخیص السیر والمعجزات والشمائل**، تحقیق، ابو حمزہ انور بن ابی بکر الشیخی الداغستانی، (جدہ: دار المنھاج، ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء)، ۹۵۔۹۷

(ii) القرطبی، محمد بن احمد النصاری، ابی عبداللہ (۶۷۱ھ)، **الجامع لاحکام القرآن**، (بیروت: داراحیاء التراث العربی، ۱۹۶۵ء)، ۵: ۳۴۹۔۳۵۱

[32] **السیرۃ النبویۃ لابن ہشام**، ۱: ۳۴۱؛ **الروض الانف**، ۲: ۱۳۰؛ **السیرۃ النبویۃ لابن کثیر**، ۲: ۴۷۶؛ **سبل الھدی والرشاد**، ۲: ۳۹۲

[33] **الروض الانف**، ۲: ۱۳۰

[34] **السیرۃ النبویۃ لابن کثیر**، ۲: ۴۷۸؛ **زاد المعاد**، ۱: ۵۰۱

iv۔ حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات اور تجہیز و تکفین کے ضمن میں مسائل:

حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابو طالب دو ایسی شخصیات ہیں جنہوں نے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا بھرپور ساتھ دیا اور دعوت اسلام کو تقویت بخشی دونوں کی زندگی اور دونوں کی وفات نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی زندگی اور دعوت پر نمایاں اثرات مرتب کیے اس لیے سیرت نگار حضرات نے ان دونوں کا خصوصی تذکرہ کیا ہے اور ان کی وفات کے تذکرہ میں بھی بعض فقہی مسائل اور چند حکمتوں کا تذکرہ کیا ہے مثلاً امام حلبی نے حضرت خدیجہؓ کی وفات کے تذکرہ میں زمانہ جاہلیت میں نماز جنازہ کا طریقہ کار اور نماز جنازہ کی فرضیت سے بحث کی ہے۔[35] اسی طرح حضرت علیؓ کے حضرت ابو طالب کو غسل دینے اور پھر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا حضرت علیؓ کو خود غسل کرنے کی ہدایت کرنے سے شافعی علماء کا اخذ کردہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ جو شخص کسی کافر یا مسلمان مردے کو غسل دے تو اس کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ بعد میں خود بھی غسل کرے۔[36] امام سہیلی نے حضرت ابو طالب کے لیے جواز یا عدم جواز مغفرت کے حوالے سے بحث کی ہے۔[37]

بعض سیرت نگاروں نے حضرت ابو طالب کے اپنے دین پر باقی رہنے کی حالت پر وفات پانے کی حکمت بھی بیان کی ہے۔ ابن قیم لکھتے ہیں کہ "ابو طالب کے اپنی قوم کے دین پر باقی رہنے میں احکم الحاکمین کی حکمت ہے اور اس میں جو مصلحتیں پنہاں ہیں وہ غور و فکر کرنے والے پر کھل سکتی ہیں۔[38] امام حلبی لکھتے ہیں کہ "اگر ابو طالب اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دیگر رشتے دار اور چچا کے بیٹے اسلام قبول کرنے میں جلدی کرتے تو یہ کہا جاتا کہ انہوں نے فخر وغرور اور عصبیت کے تحت ایسا کیا لیکن غیر لوگوں نے (اسلام قبول کرنے میں) جلدی کی یہاں تک کہ وہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی محبت میں اپنے پیاروں سے لڑے۔[39]

v۔ سفر طائف سے استنباط احکام:

اہل مکہ سے مایوس ہونے اور ان کی ضد و ہٹ دھرمی کے بعد تبلیغ و دعوت کے لیے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا سفر طائف بہت اہمیت کا حامل ہے سفر طائف کے واقعات سے بھی کچھ احکام اور حکمتیں اخذ کی گئی ہیں۔ سفر طائف کا ایک

---

[35] **السیرۃ الحلبیہ**، ۱: ۴۸۷۔۴۸۸

[36] ایضاً، ۱: ۴۹۴

[37] **الروض الانف**، ۲: ۲۵۰۔۲۵۱

[38] **زاد المعاد**، ۳: ۲۰؛ **السیرۃ الحلبیہ**، ۱: ۴۹۳۔۴۹۴؛ **مختصر سیرۃ الرسول**، ۸۷

[39] **السیرۃ الحلبیہ**، ۱: ۴۹۳۔۴۹۴

اہم واقعہ عتبہ اور شیبہ کے نصرانی غلام عداس کا آپ ﷺ کو انگور کا خوشہ پیش کرنا، آپ ﷺ کا قبول فرمانا اور پھر حضور ﷺ کے ساتھ مکالمہ کے بعد آپ ﷺ کے نبی ہونے کو پہچان کر عداس کا نبی کریم ﷺ کے ہاتھ چومنا اور تعظیم بجالانا ہے۔ امام سہیلی لکھتے ہیں کہ اس واقعہ میں اس بات کا جواز ہے کہ مشرک کا ہدیہ قبول کیا جا سکتا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے (عداس کی طرف سے) پیش کیے ہوئے کھانے (انگور کے خوشہ) سے اجتناب نہیں فرمایا[40]

امام حلبیؒ نے اسی واقعہ کے متعلق لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے جب کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا تو فرمایا بسم اللہ۔ اور حضور ﷺ کی عادت تھی کہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے وقت بسم اللہ کہتے۔ آپ ﷺ کا کھانے والوں کے لیے یہی حکم ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ کہیں اور جو کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ کہنا بھول جائے تو اسے جب یاد آئے تو وہ یوں کہے بسم اللّٰہ اولہ وآخرہ[41]

سفر طائف سے واپسی پر آپ ﷺ مطعم بن عدی کی پناہ میں مکہ میں داخل ہوئے صاحب سبل الھدی والرشاد نے ابن الجوزی کے حوالے سے لکھا ہے کہ کوئی ملحد اور قلیل الایمان شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ حضور ﷺ کو ایک کافر کی پناہ میں مکہ میں داخل ہونے کی کیا حاجت تھی۔ (علاوہ ازیں) موسم حج میں آپ ﷺ نے فرمایا "مجھے کون پناہ دے گا یہاں تک کہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچادوں" امام شامی کے نزدیک یہ تو طے ہے کہ قادر مطلق کوئی شئے حکمت کے بغیر نہیں کرتا اور اگر کسی کام کی حکمت ہم سے مخفی بھی ہے تو ہم پر اس کو تسلیم کرنا واجب ہے رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ کیا وہ قادر مطلق کی مشیت و رضا سے کیا۔[42] علاوہ ازیں دعوت و تبلیغ کے لیے طائف کو منتخب کرنا، سرداران طائف سے تبلیغ کا آغاز کرنا، اہل طائف کے ظلم و ستم برداشت کرنا اور عداس کی تعظیم و محبت کے مظاہرہ میں سے بہت سی حکمتیں اور مفید اسباق اخذ کیے گئے ہیں۔

vi۔ سفر معراج سے استنباط احکام و معارف و لطائف:

معراج کا سفر آپ ﷺ کے اسفار میں سے سب سے اہم اور خاص اہمیت کا حامل سفر ہے اسی لیے سیرت نگار حضرات نے اسے کافی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے نیز اس سفر کے آغاز اور آپ ﷺ کی واپسی کے

[40] الروض الانف، ۲: ۲۵۹

[41] السیرۃ الحلبیہ، ۱: ۵۵۱

[42] سبل الھدی والرشاد، ۲: ۴۴۱

واقعات سے کچھ احکام، حکمتیں اور لطیف نکات اخذ کیے گئے ہیں۔ سفر معراج کے حوالے سے جن فقہی مسائل کا استنباط کیا گیا ہے ان میں جماعت کی صورت میں سونے کا جواز[43] ملکیت غیر میں بلا اجازت تصرف کا جواز[44]، مقتدی امام کو امام بنانے کا جواز[45]، مقامی امام کی موجودگی کے باوجود محترم مہمان اور ذی مرتبہ شخصیت کی امامت کا جواز[46] حمام میں نہانے کا جواز،[47] سفر معراج میں براق باندھنے کے فعل جبرئیل کے حوالے سے تقدیر پر ایمان کے باوجود اسباب اختیار کرنے کا جواز[48] حضرت موسیٰ کا آپ ﷺ کو پچاس نمازوں میں تخفیف کروانے کے لیے بارگاہ الٰہی میں بار بار بھیجنا یہاں تک کہ نمازوں کی تعداد پانچ تک رہ جانے کے واقعہ سے امام شامی کے ابن دحیۃ کے حوالے سے اخذ کردہ احکام[49] وغیرہ اہم ہیں سفر معراج کی روایات میں سود خوروں، غیر مردوں کو اپنے اوپر داخل کرنے والی عورتوں اور لواطت کرنے والے مردوں کے تذکرہ میں امام سہیلیؒ نے شرح کرتے ہوئے کچھ احکام اخذ کیے ہیں جو کہ بہت اہم ہیں[50] نیز کچھ اصولی بحثیں بھی کی گئی ہیں مثلاً تخفیف نماز (پچاس سے پانچ کی تعداد تک کمی) کے حوالے سے حکم پر عمل سے پہلے حکم کے منسوخ ہونے کی اصولی بحث بہت اہم ہے[51] صاحب سبل الھدی والرشاد

---

[43] الشامی، **سبل الھدی والرشاد**، ۳: ۹۶؛ ابن ابی جمرۃ، ابو عبداللہ (۶۹۹ھ)، بھجۃ النفوس وتحلیلھا بمعرفۃ مالھا وما علیھا، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۳ء)، ۳: ۱۷۹

[44] **الروض الانف**، ۲: ۲۲۱

[45] الحلبی، **السیرۃ الحلبیہ**، ۱: ۴۴۲؛ السیوطی، جلال الدین، (۹۱۱ھ)، **الدر المنثور فی التفسیر بالماثور**، (بیروت: دار المعرفۃ، س۔ن)، ۴: ۲۱۷۔۲۱۸؛ عماد الدین، اسماعیل بن کثیر، **تفسیر ابن کثیر**، (لاہور: امجد اکیڈمی، ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۲ء)، ۳: ۷۸۔۷۹؛ **الخصائص الکبری**، ۲: ۲۴۱

[46] **السیرۃ النبویۃ لابن کثیر**، ۲: ۵۳۶

[47] سفر معراج کی بعض روایات میں تذکرہ ہے کہ آپ ﷺ نے جب حضرت عیسیٰؑ کا تذکرہ کیا تو ان کا حلیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسا لگتا تھا کہ جیسے وہ ابھی ابھی حمام سے نکلے تھے۔ دیکھیے: **السیرۃ الحلبیہ**، ۱: ۵۲۹۔۵۳۱

[48] **الروض الانف** ۲: ۲۱۸

[49] ایضاً، ۳: ۱۴۸، تلاش کے باوجود ابن دحیہ کی طرف منسوب یہ نکات نہیں مل سکے۔ البتہ ابن بطال نے اس ضمن میں "جواز الاستشفاع والمراجعۃ فی الشفاعۃ مرۃ بعد اخری" کا جملہ نقل کیا ہے دیکھیے: **شرح ابن بطال**، ۲: ۱۱

[50] **الروض الانف**، ۲: ۲۳۴۔۲۳۷

[51] **سبل الھدی والرشاد**، ۳: ۱۴۵

امام شامی نے قصہ معراج کو نہ صرف تفصیل سے بیان کیا ہے بلکہ آخر میں تنبیھات کے عنوان کے تحت ایک سو گیارہ(۱۱۱) فوائد کا ذکر کیا ہے جن میں بہت سے فقہی احکام، حکمتیں اور لطیف نکات شامل ہیں۔[52]

ج۔ مدنی دور کے واقعات سیرت سے استنباط احکام:

پہلے دوادوار (مکی عہد قبل از بعثت اور مکی عہد بعد از بعثت) کی نسبت مدنی دور میں واقعات سیرت سے استنباط احکام کی تعداد بہت زیادہ ہے مدنی دور اپنے اندر ہجرت، نئے اسلامی مرکز کی تعمیر و تشکیل، معاہدات، غزوات، سرایا، خطبات، مکتوبات اور فرضیت احکام سمیت بہت سے معاملات کی تفصیلات لیے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور کی سیرت مبارکہ سے کثیر تعداد میں احکام اخذ کیے گئے ہیں۔ مدنی دور کے جن واقعات سیرت سے اخذ واستنباط کیا گیا ہے ان میں ہجرت مدینہ، سفر ہجرت کے واقعات، میثاق مدینہ، تحویل قبلہ، تذکرہ فرضیت احکام، غزوات و سرایا، مختلف افراد کے قبول اسلام کے واقعات، گستاخان رسول ﷺ کے انجام کے واقعات، حدود و تعزیرات کے نفاذ کے واقعات، مکتوبات نبوی ﷺ، آمد و فود، عمرۃ القضاء، حجۃ الوداع اور آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین کے مراحل اہم ہیں۔ ذیل میں چند مدنی مراحل سیرت سے اخذ واستنباط کی مثالیں مختصراً پیش کی جاتی ہیں۔

i۔ ہجرت مدینہ سے استنباط احکام:

ہجرت مدینہ مدنی عہد کی ابتداء اور بعد میں پیش آنے والے تمام معاملات وواقعات کا پیش خیمہ ہے ہجرت نبوی ﷺ کے واقعات کے بیان میں بھی بہت سے احکام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مثلاً حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک غیر مسلم شخص عبد اللہ بن اریقط کو غار ثور سے مدینہ کی طرف راستے کی رہنمائی کے لیے اجرت پر مقرر کیا تھا بعض سیرت نگاروں نے اس فعل نبوی ﷺ وصدیقیؓ سے کسی غیر مسلم قابل اعتماد شخص سے مدد لینے کے جواز پر استدلال کیا ہے[53] اسی طرح آپ ﷺ کے مدینہ پہنچنے پر دف بجانے کے تذکرہ میں امام حلبیؒ نے دف بجانے کے جواز وعدم جواز پر بحث کی ہے۔ نیز حضرت ام سلمہؓ کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے واقعہ میں کسی عورت کا بغیر

---

[52] **سبل الهدى والرشاد**، ۳: ۹۶۔۱۵۸

[53] دیکھئے:

(i) الصلابی، علی محمد محمد (پ ۱۹۶۳ء)، **السيرة النبوية**، (دمشق، بیروت: دار ابن کثیر، ۱۴۲۸ھ /۲۰۰۶ء)، ۱: ۴۸۱

(ii) پھلواری، شاہ محمد جعفر (۱۹۸۲م)، **پیغمبر انسانیت**، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ، ۲۰۰۶ء)، ۱۸۶

شوہر، بغیر کسی محرم یا پھر بغیر کسی قابل اعتبار عورت کے ہجرت کا سفر اختیار کرنے کے جواز کے حوالے سے شافعی فقہاء کی رائے بیان کی ہے۔[54] صاحب بھجۃ المحافل وبغیۃ الاماثل نے تو باقاعدہ ہجرت کے ارکان وشروط بیان کی ہیں۔[55]

ii۔ غزوات وسرایا سے استنباط احکام:

غزوات وسرایا سے اخذ کیے گئے احکام کی تعداد سب سے زیادہ ہے غزوات کے تذکرہ میں جن احکام سے بحث کی گئی ہے ان کا تعلق قبل از جنگ، دوران جنگ اور بعد از جنگ کے معاملات ومسائل سے ہے۔ فرضیت جہاد، جہاد کے فرض عین یا فرض کفایہ ہونے کی بحث، دشمن سے صلح کرنے کے احکام وشرائط، صلح کی اقسام، سفارت کے احکام وآداب، عورتوں اور بچوں کی جہاد میں شرکت کے احکام، اہل خانہ کو جہاد میں لے جانے کا جواز، جہاد ومعاملات جہاد کے متعلق امام کے اختیارات سے متعلقہ احکام، رعایا کی زمین سے لشکر اسلامی کا بغیر اجازت گذرنے کا جواز، مغضوب قوموں کے علاقوں سے گذرنے کے احکام، اشہر حرم میں جنگ کے احکام، حالت امن میں دھوکہ سے دشمن پر حملہ کرنے اور مال چھیننے کی ممانعت ودیگر احکام، دشمن پر حملہ کرنے کے آداب واحکام، جدید آلات وحروب اور جنگی تدابیر کے استعمال کا جواز واحکام، دوران جنگ اسلامی احکام کی بجاآوری کے احکام (مثلاً نماز کے حوالے سے صلوٰۃ الخوف، نماز قصر، زخمی شخص کی نماز، عذر کی بناء پر تاخیر صلوۃ اور سواری پر نماز پڑھنے کے احکام ومسائل وغیرہ)، مال غنیمت کے احکام، غنیمت وانفال کی اقسام، قیدیوں کے احکام، قیدیوں کے حوالے سے امام کے اختیارات، فدیہ کے مسائل، فدیہ کی اقسام، جزیہ کے مسائل، اراضی مفتوحہ کے احکام، صلح کے ذریعہ سے حاصل کی گئی اراضی کے احکام، دشمن سے بزور بازو چھینی گئی زمینوں پر دشمن کو برقرار رکھنے کے احکام (مزارعت ومساقات وغیرہ کی صورت میں)، شھداء پر نماز جنازہ کی شرعی حیثیت اور تجہیز وتکفین کے مسائل، دشمن کے مقتولین کے دفن کے احکام، غلاموں اور لونڈیوں کے احکامات، پناہ دینے کے مسائل واحکام، مقامات شرک ومعصیت کے انہدام اور ان سے وصول ہونے والے نذرانوں کے خرچ کرنے کے احکام، جان بوجھ کر جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ زجر وتوبیخ کے احکام، سفر سے واپسی کے احکام وغیرہ جیسے اہم مسائل زیر بحث لائے گئے ہیں۔

---

[54] السیرۃ الحلبیہ، ۲: ۲۹

[55] بھجۃ المحافل، ۹۵۔۹۷

غزوات و سرایا سے اخذ کردہ احکام کا اگر بغور جائزہ لیا جائے اور ان کو ترتیب سے اکٹھا کیا جائے تو اس سے اسلامی قانون سیر کی مکمل تصویر سامنے آتی ہے لیکن یہ تصویر، قانون سیر کی کتابوں کے برعکس، کسی ایک سیرت کی کتاب میں پوری طرح نمایاں نہیں بلکہ تمام کتب سیرت میں بکھری ہوئی موجود ہے کیونکہ سیرت نگار حضرات نے اپنی دلچسپی اور اپنے مزاج کے تحت واقعات سیرت کے ضمن میں احکام کا تذکرہ کیا ہے البتہ ابن قیم کی زادالمعاد میں غزوات و سرایا سے اخذ شدہ احکام کی تعداد سب سے زیادہ ہے[56] اور ابن قیم کے بعد آنے والے سیرت نگاروں نے ابن قیم سے بھرپور استفادہ کیا ہے کہیں نشاندہی کرتے ہوئے اور کہیں بغیر حوالہ دیئے ہوئے صاحب زادالمعاد کے اخذ کردہ احکام نقل کیے ہیں۔[57]

iii۔ معاہدات سے استنباط:

معاہدات میں سے میثاق مدینہ اور صلح حدیبیہ بہت اہم ہیں۔ صلح حدیبیہ کا معاہدہ خاص طور پر سیرت نگار حضرات کی توجہ کا مرکز بنا اور انہوں نے اس معاہدہ سے بہت سے احکام اور بیسیوں حکمتیں اخذ کیں۔ صرف ابن قیم نے صلح حدیبیہ کی روایات کے بیان کے بعد اس حوالے سے چونتیس (۳۴) فقہی احکام کا تذکرہ کیا ہے[58] علاوہ ازیں بہت سی حکمتیں بھی بیان کی ہیں[59] اسی طرح صاحب سبل الھدی والرشاد نے معاہدہ حدیبیہ کے تحت تنبیھات کے عنوان کے تحت انتالیس (۳۹) احکام و مسائل کا ذکر کیا ہے[60] امام سہیلی نے بھی مختصر انداز میں کچھ مسائل اخذ کیے ہیں[61] اس کے علاوہ عیون الاثر، بھجۃ المحافل، السیرۃ الحلبیہ اور السیرۃ النبویۃ لزینی دحلان میں بھی صلح حدیبیہ سے استنباط احکام کا اسلوب اپنایا گیا ہے اور حکمتیں اخذ کی گئی ہیں۔[62] صلح حدیبیہ میں صلح کے جواز، صلح کی شرائط و

---

[56] **زادالمعاد میں غزوہ احد**، ۳ : ۱۸۹، سے غزوہ تبوک، ۳: ۴۸۸ تک غزوات سے اخذ شدہ احکام کی تفصیلات دیکھی جا سکتی ہیں۔

[57] المواھب اللدنیہ، شرح الزرقانی علی المواھب، سبل الھدی، امتاع الاسماع، السیرۃ الحلبیۃ، السیرۃ النبویۃ لزینی دحلان، مختصر سیرۃ الرسول وغیرہ میں ایسی مثالیں موجود ہیں۔

[58] **زادالمعاد**، ۳: ۲۶۷۔۲۷۵

[59] ایضاً، ۳: ۲۷۵۔۲۸۱

[60] **سبل الھدی والرشاد**، ۵: ۶۹۔۸۰

[61] **الروض الانف**، ۴: ۵۴۔۷۵

[62] **عیون الاثر**، ۲: ۱۶۷۔۱۶۹؛ **بھجۃ المحافل**، ۱: ۲۴۱؛ **السیرۃ الحلبیہ**، ۳: ۳۰؛ **السیرۃ النبویۃ / لزینی دحلان**، ۲: ۱۹۶، ۱۸۰

آداب، صلح کی مدت، مہاجر عورتوں کی واپسی کے احکام، عمرہ سے روک دیئے جانے والے لوگوں کے احکام سمیت دیگر بہت سے احکام و مسائل پر بات کی گئی ہے۔ نیز صلح حدیبیہ کے اثرات و نتائج کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے جہاں تک میثاق مدینہ کا تعلق ہے تو میثاق مدینہ احکام و حکم کے استنباط کے حوالے سے ابتدائی و متاخرین سیرت نگاروں کی توجہ حاصل نہیں کر سکا البتہ عالم عرب کی جدید سیرت نگاری میں اسلامی ریاست کے قیام، ریاست کی بقاءاور دستوری قانون کے حوالے سے بہت سے نکات اخذ کیے گئے ہیں اور مدینہ میں دخول کے بعد مدینہ کی مختلف طاقتوں سے معاہدہ کی حکمت پر گفتگو کی گئی ہے علاوہ ازیں کچھ فقہی احکام بھی اخذ کیے گئے ہیں۔[63]

iv۔ مختلف افراد کے قبول اسلام کے واقعات سے اخذ احکام و دروس و عبر:

مکی دور میں مختلف افراد کے قبول اسلام کے واقعات سے سیرت نگاروں نے مختلف فقہی احکام اخذ کیے ہیں اسی طرح مدنی دور میں بھی بعض افراد کے قبول اسلام کے واقعات کے بیان میں بھی اخذ واستنباط سے کام لیا گیا ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ کے قبول اسلام کے واقعہ میں امام سہیلی نے کچھ احکام کا تذکرہ کیا ہے[64]، ثمامہ بن اثال کے قبول اسلام کے واقعہ سے قبول اسلام کے وقت غسل کے مستحب ہونے کا مسئلہ اخذ کیا گیا ہے[65] اسی طرح عمرو بن العاصؓ، خالد بن ولیدؓ، عثمان بن طلحہؓ، ابوسفیانؓ، سہیل بن عمرؓ، عکرمہ بن ابی جہل، ابو قحافہؓ اور عدی بن حاتمؓ کے قبول اسلام سے بھی دروس و عبر اور نصائح وغیرہ کا استنباط کیا گیا ہے۔[66]

v۔ آمد وفود سے استنباط احکام و آداب:

فتح مکہ اور تبوک سے فراغت کے بعد جب بنو ثقیف نے بھی اسلام قبول کر لیا اور بیعت اختیار کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے مشرکین عرب کو چار ماہ کی مہلت عطا فرمائی تا کہ وہ اسلامی حکومت کے نفاذ سے قبل خود ہی اپنے لیے کسی راہ کا انتخاب کر لیں اسی لیے مختلف علاقوں سے بہت سے وفود اپنے ایمان کا اعلان کرنے اور ولاء کا اظہار کرنے کے لیے مدینہ آئے یہی وجہ ہے کہ سنہ 9 ہجری کو عام الوفود کہا جاتا ہے[67] سیرت نگاروں نے نہ صرف ان وفود کے

---

63 البوطی، **فقہ السیرۃ**، ۲۰۷۔۲۰۹؛ الصلابی، **السیرۃ النبویۃ**، ۱: ۵۶۹۔۵۸۱؛ موفق سالم نوری، **فقہ السیرۃ النبویۃ**، ۲۰۱۔۲۰۷

64 **الروض الانف**، ۱: ۴۱۲

65 **السیرۃ النبویۃ لزینی دحلان**، ۲: ۱۴۸

66 الصلابی، **السیرۃ النبویۃ**، ۲: ۴۵۷۔۴۵۸، ۴۹۷۔۴۹۹؛ البوطی، **فقہ السیرۃ**، ۴۳۲۔۴۳۴

67 ابو شھبۃ، **السیرۃ النبویۃ**، ۲: ۵۴۱

تفصیلی تذکرہ کا اہتمام کیا ہے۔[68] بلکہ اس تذکرہ کے ضمن میں مختلف فوائد و احکام کا استنباط بھی کیا گیا ہے جن کا تعلق عقائد، عبادات اور معاملات کے ساتھ ہے علاوہ ازیں ان وفود کے بیان میں نجی، اجتماعی، اقتصادی، تنظیمی، دفتری، سیاسی و عسکری اور دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات کے لیے ایسے اصول وضوابط موجود ہیں جو انہیں دیگر بہت سی باتوں سے بے نیاز کر دینے کی صلاحیت کے حامل ہیں۔ بلاشبہ ان وفود کے ساتھ آپ ﷺ کا حسن سلوک اور حسن انتظام نبی کریم ﷺ کی سیاست کے مظاہر میں سے ایک قابل ستائش و قابل تقلید مظہر ہے۔[69]

آمد وفود کے تذکرہ میں بھی سب سے زیادہ اخذ و استنباط زاد المعاد میں امام ابن قیمؒ نے ہی کیا ہے۔ ابن قیمؒ کے پیشرو امام سہیلیؒ کے ہاں الروض الانف میں وفود کے بیان میں استنباط کا زیادہ اہتمام نہیں کیا گیا۔ جبکہ زادالمعاد میں تیس (۳۰) سے زائد وفود کا تذکرہ کیا ہے اور وفد ثقیف، وفد عبد القیس، وفد بنو حنیفہ، وفد کندہ، وفد دوس، وفد نجران، وفد بلی، وفد صداء اور وفد بنو منتفق کے تذکرہ کے بعد فقہی احکام اخذ کیے گئے ہیں جن کا تعلق عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور دیگر امور سے ہے۔[70]

بعد کے سیرت نگار حضرات چاہے وہ عربی کتب سیرت کے مصنفین ہیں یا اردو کے، اس ضمن میں زاد المعاد کی خوشہ چینی کرتے دکھائی دیتے ہیں تمام کتب سیرت میں وفود سے مستنبط شدہ احکام کو اگر اکٹھا کیا جائے تو احکام و آداب کی ایک اچھی خاصی تعداد سامنے آتی ہے۔

vi۔ فرضیت احکام کے تذکرہ میں فقہی مباحث:

متقدمین و متاخرین کی کتب سیرت میں فرضیت احکام کے تذکرہ کا بھی اہتمام کیا گیا ہے اور بعض سیرت نگاروں نے اسی مقام پر فرض ہونے والے حکم سے متعلقہ کچھ ضروری احکام بھی ذکر کر دیئے ہیں مثلاً مشروعیت ہجرت، مشروعیت اذان، فرضیت صوم، فرضیت صدقۃ الفطر، فرضیت زکوٰۃ، فرضیت جہاد، صلوٰۃ العیدین کی فرضیت، تحویل قبلہ، حج کی فرضیت، تیمم کے احکام، صلوٰۃ الخوف کی مشروعیت، تحریم لحوم الاھلیہ، ایلاء کے احکام،

---

[68] **زادالمعاد**، ۳: ۵۲۱۔۵۹۹؛ **السیرۃ النبویۃ لابن کثیر**، ۴: ۱۵۶۶۔۱۶۴۸؛ **عیون الاثر**، ۲: ۲۸۶۔۳۲۳؛ **سبل الھدی**، ۲۵۴۔۴۴۱؛ **السیرۃ الحلبیہ**، ۳: ۲۹۸۔۳۳۶

[69] دیکھئے:

(i) سعید حوی، **السیرۃ النبویۃ**، (القاھرۃ: دارالسلام، ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء)، ۲: ۱۰۲۴ (ii) الصلابی، **السیرۃ النبویۃ**، ۲: ۶۵۳

[70] **زادالمعاد**، ۳: ۵۹۴، ۵۲۵، ۵۳۱، ۵۳۶، ۵۴۱، ۵۴۸، ۵۵۷، ۵۷۵، ۵۸۲،

طواف میں رمل کی حیثیت شرعی، غائب پر نماز جنازہ کے احکام وغیرہ جیسے مسائل اور ان سے متعلقہ مباحث زیر بحث لائی گئی ہیں اس حوالے سے بھجۃ المحافل کو دیگر کتب سیرت پر برتری و فوقیت حاصل ہے کہ مصنف نے احکام کی تعریف، ارکان اور شرائط وغیرہ کے تذکرہ کا خصوصی اہتمام کیا ہے۔[71]

vii۔ حضور ﷺ کی شادیوں کے ضمن میں احکام کا تذکرہ:

نبی کریم ﷺ نے تبلیغی و دعوتی مقاصد کے لیے جو شادیاں فرمائیں سیرت نگار حضرات نے ان شادیوں کے متعلق حضور ﷺ کے اسوہ مبارکہ کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ فقہی احکام اخذ کیے ہیں اور امت کے لیے عائلی زندگی کے حوالے سے لائحہ عمل مرتب کرنے کی کوشش کی ہے۔ حضرت صفیہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت ماریہ قبطیہؓ، حضرت میمونہؓ، حضرت جویریہؓ سے نکاح کے تذکروں میں فقہاء نے حق مہر، آزادی بطور حق مہر، ھبہ کے احکام، بیٹے کی ماں کے نکاح میں وکالت کا مسئلہ، محرم کے لیے شادی کا حکم، باندی سے قبل از نکاح مباشرت، نکاح کے لیے کسی عورت کو دیکھنے کا جواز، ولیمہ کی شرعی حیثیت اور اسی طرح کے دیگر احکام سے بحث کی گئی ہے علاوہ ازیں آپ ﷺ سے ازدواجی تعلقات قائم ہونے سے قبل طلاق یافتہ عورتوں، آپ ﷺ سے ازدواجی تعلقات قائم ہونے کے بعد طلاق یافتہ عورتوں، اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی بیواں سے کسی دوسرے مرد کے نکاح کے احکام بھی بیان کیے گئے ہیں[72] اس کے ساتھ ساتھ دیگر افراد کے نکاح کے تذکرہ میں بھی سیرت نگار حضرات نے احکام کا تذکرہ کیا ہے جیسا کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے بیان میں نکاح میں وکالت کی حیثیت سے بحث کی گئی ہے[73] اسی طرح حضرت جابرؓ کی شادی کے تذکرہ میں کنواری یا ثیبہ عورت سے نکاح کے جواز اور عورتوں سے دل لگی کرنے کے جواز کا ذکر کیا گیا ہے[74] حضرت زینبؓ کی حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس (ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد) واپسی کے حوالے سے شوہر کے قبول اسلام کے بعد بیوی کے نکاح جدید یا نکاح قدیم کی بنیاد پر شوہر کی طرف واپسی کے حوالے سے بحث کی گئی ہے گویا کتب سیرت میں عائلی مسائل سے متعلقہ اچھا خاصا ذخیرہ موجود ہے۔

---

[71] بھجۃ المحافل وبغیۃ الاماثل، ۳۵۵،۳۴۶،۲۷۶،۲۷۲،۲۴۶، ۲۳۲، ۲۳۰،۲۳۶،۲۱۶،۲۱۵،۲۰۴،۱۹۶،۱۸۴،۱۴۷،۱۳۰،۹۵

[72] **السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۴: ۱۹۶۳۔۱۹۶۴**

[73] **السیرۃ النبویۃ لزینی دحلان، ۲: ۲۰**

[74] **بھجۃ المحافل وبغیۃ الاماثل، ۱۹۲**

viii۔ مکتوبات نبوی ﷺ سے استنباط احکام:

حدیبیہ سے واپسی کے بعد آپ ﷺ نے مختلف ممالک کے بادشاہوں کو خطوط لکھے اور ان کی طرف قاصد بھیجے۔[75] دعوت و تبلیغ کے حوالے سے حضور ﷺ کے یہ خطوط بڑی اہمیت کے حامل ہیں ان خطوط کے بہت عمدہ نتائج سامنے آئے۔ حکمرانوں کو لکھے گئے خطوط کے تذکرہ کے بغیر سیرت نگاری مکمل نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ تمام کتب سیرت میں خطوط کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے اور ان خطوط کے متون اور دیگر واقعات سے احکام و فوائد اور حکمتوں کو اخذ کیا گیا ہے مثلاً خط کو بسم اللہ سے شروع کرنے کا مستحب ہونا اگرچہ مبعوث الیہ کافر ہی کیوں نہ ہو، اپنے نام سے خط شروع کرنے کا مسئلہ، کافر کو سلام کرنے میں ابتداء کرنے کا مسئلہ، رسائل پر مہر لگانے کے لیے چاندی کی انگوٹھی پہننے اور اسے بطور مہر استعمال کرنے کا جواز، مسلمان سفیروں کو ائمہ کفر کی طرف بھیجنے کا جواز، دین و دنیا کے معاملات میں کفار سے خط و کتابت کا جواز، خطوط میں لکھی گئی قرآنی آیات کے کفار کے پڑھنے کا جواز اور اسی طرح کے دیگر اہم مسائل اخذ کیے گئے ہیں۔[76] جدید سیرت نگار حضرات نے مکتوبات نبوی ﷺ سے آنحضرت ﷺ کی دعوتی حکمت عملی، سیاسی شعور و فکر اور حسن تدبر سے بحث کی ہے[77] کتب سیر میں مذکور مسائل نبوی ﷺ سے جہاں ایک طرف احکام و مسائل سامنے آتے ہیں تو وہاں دوسری طرف عصر حاضر میں دعوت و تبلیغ کی حکمت عملی کی بھی وضاحت ہوتی ہے۔

ix۔ گستاخان رسول ﷺ کے انجام کے واقعات سے اخذ احکام:

مدنی دور میں بعض کفار و مشرکین اور یہودی افراد ایسے تھے جنہوں نے نہ صرف اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ شدید دشمنی کا ثبوت دیا بلکہ نبی کریم ﷺ کی توہین و تنقیص اور آپ ﷺ پر سب و شتم میں پیش پیش رہے ایسے افراد میں کعب بن اشرف، ابو رافع، سلام بن ابی الحقیق، ابن خطل اور دیگر کچھ خواتین و حضرات شامل تھے۔ کعب بن اشرف اور ابو رافع کو نبی کریم ﷺ کی اجازت کے ساتھ قتل کر دیا گیا جبکہ چند دیگر گستاخان رسول کے لیے فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے قتل کا حکم فرمایا۔ سیرت نگار حضرات نے ایسے تمام واقعات کے تذکرہ

---

[75] **زاد المعاد**، ۳: ۱۱۶

[76] **شرح العلامة الزرقانی**، ۵: ۵، ۶، ۱۴؛ **بهجة المحافل**، ۱: ۲۵۱؛ **السیرة الحلبیه**، ۳: ۳۳۷؛ الصلابی، **السیرة النبویة**، ۲: ۴۴۱۔ ۴۴۲

[77] الصلابی، **السیرة النبویة**، ۲: ۴۴۳۔ ۴۴۴؛ مهدی رزق الله، **السیرة النبویة فی ضوء المصادر الاصلیه**، ۲: ۸۲

میں توہین رسالت کے مرتکب شخص کی سزا اور اس سزا سے متعلقہ دیگر فقہی احکام کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔[78] نیز (ابن خطل کے حکم قتل کے حوالے سے) حرم کے گناہ گار کو پناہ دینے اور حدود حرم میں نفاذ حدود کے جواز کے حوالے سے بھی بات کی گئی ہے۔[79] علاوہ ازیں آپ ﷺ کے اہل بیت (حضرت فاطمہ بنت رسول ﷺ، حضرت عائشہ و دیگر امہات المومنینؓ) کی توہین و تنقیص کرنے والے کے بارے میں فقہی احکام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔[80] آیات برات کے بعد اگر آج کوئی حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتا ہے تو ایسے شخص کی سزا کے حوالے سے احکام کا بیان بھی ملتا ہے عہد رسالت میں مختلف افراد پر حدود و تعزیزات کے نفاذ میں بھی کچھ احکام اخذ کیے گئے ہیں۔[81]

x۔ حجۃ الوداع اور حج سے متعلقہ احکامات:

۱۰ ہجری میں حجۃ الوداع کے لیے نبی کریم ﷺ کا مدینہ سے کوچ اور تمام مناسک حج کی ادائیگی کے بعد مدینہ واپسی اپنے اندر بہت سی تفصیلات اور احکام لیے ہوئے ہے۔ اسی لیے سیرت نگاروں نے حجۃ الوداع کی تمام روایات اور ان میں موجود احکام سے بحث کی ہے مثلاً آپ ﷺ کا احرام باندھنے اور واجبات و سنن کی ادائیگی کا طریقہ کار، حج قران، حج تمتع اور حج افراد میں فرق اور ان تمام اقسام کے احکام و مسائل، محرم کے لیے شکار کرنے اور کھانے کے احکام، دوران حج ایام حیض میں عورتوں کے لیے احکام، طواف، سعی، قربانی اور مختلف مقامات پہ قیام کے احکام اور حالت احرام میں موت کی صورت میں تجہیز و تکفین کے احکام جیسے سینکڑوں مسائل زیرِ بحث لائے گئے ہیں جن کے تذکرہ کے لیے ایک ضخیم جلد درکار ہے۔ کتب سیرت میں اگر حجۃ الوداع کے حوالے سے بیان کردہ احکام کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو حج و عمرہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پوری جھلک نظر آتی ہے۔[82] لہٰذا احکام و مسائل کے بیان میں کتب سیرت کتب فقہ سے کسی طور کم نہیں ہیں۔

---

[78] **الروض الانف**، ۳: ۲۴۱؛ **زاد المعاد**، ۳: ۲۸۶؛ **امتاع الاسماع**، ۱۴: ۱۷۳؛ **سبل الھدی والرشاد**، ۷: ۱۲؛ **شرح العلامۃ الزرقانی**، ۳: ۱۵۱

[79] **الروض الانف**، ۴: ۱۸۴

[80] ایضاً، ۴: ۴۲؛ **السیرۃ النبویۃ/ لزینی دحلان**، ۲: ۱۰۸

[81] **الروض الانف**، ۲: ۴۵۸؛ ۳: ۴۶۶

[82] **زاد المعاد**، ۲: ۲۷۵؛ **السیرۃ النبویۃ لابن کثیر**، ۴: ۱۶۶۸۔۱۸۲۳؛ **عیون الاثر**، ۲: ۳۴۲۔۳۴۹؛ **سبل الھدی والرشاد**، ۸: ۴۴۲۔۴۹۶؛ **السیرۃ الحلبیہ**، ۳: ۳۶۰۔۳۹۰

xi۔ ایام بیماری اور وصال کے تذکرہ سے اخذ احکام:

آپ ﷺ کے مرض الموت اور حضور ﷺ کی تجہیز و تکفین کے تذکرہ میں بھی سیرت نگاروں کے ہاں چند احکام کا تذکرہ ملتا ہے جن کا جاننا نہایت اہم ہے اور ایک مسلمان کے لیے ان احکام سے واقفیت بہت ضروری ہے۔ مثلاً بیماری کے ایام میں ایک دن آپ ﷺ حضرات علیؓ اور ابن عباسؓ کا سہارا لیتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے جبکہ اس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ امامت فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ آگے بڑھ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بائیں طرف بیٹھ گئے۔ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یہ دیکھا تو وہ آپ ﷺ کے دائیں جانب مقتدی کی حیثیت سے کھڑے ہو گئے اور مکبر کی حیثیت سے حضور ﷺ کی آواز لوگوں تک پہنچانے لگے۔ ابن حزم اس روایت سے فقہی نکات اخذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱۔ آپ ﷺ کے بیٹھ کر نماز پڑھانے سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ مجبوری کی وجہ سے بیٹھ کر امامت جائز ہے۔

۲۔ اس سے اس بات کی بھی اجازت نکلتی ہے کہ امام کے پیچھے اس کی تکبیر کی آواز کو بلند کیا جا سکتا ہے۔[83]

اسی طرح امام حلبیؒ نے مسئلہ اٹھایا ہے کہ کیا کسی شخص کے لیے حضور ﷺ کی موجودگی میں امام بننا جائز ہے کہ نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا (أئمتکم شفعاؤکم)[84]

حضرت ابو بکر صدیق کی امامت نماز سے استدلال کرتے ہوئے زینی دحلان ان کی تقدیم خلافت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فکان تقدیم الصدیق رضی اللہ عنہ للصلاۃ إشارۃ إلی أنہ الخلیفۃ بعدہ ﷺ''[85]

آپ ﷺ کے نزع کے وقت حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ کو مسواک نرم کرکے پیش کی جس کے ساتھ حضور ﷺ نے مسواک کی۔ امام سہیلی فرماتے ہیں کہ اس (یعنی آپ ﷺ کے مسواک کرنے) میں فقہی مسئلہ یہ ہے کہ موت کے لیے پاک صاف ہونا مستحب ہے نیز جس آدمی کو اپنی موت یا قتل کا احساس (خبر) ہو تو اس

---

[83] ابن حزم، **جوامع السیرۃ**، ۲۶۴

[84] **السیرۃ الحلبیۃ**، ۳: ۴۹۴

[85] **السیرۃ النبویہ لزینی دحلان**، ۳: ۳۱۹

کے لیے وہ تیاری کرے جس طرح حضرت خبیبؓ نے کیا تھا کیونکہ میت اپنے رب کے حضور جانے والی ہے۔[86] اس طرح کی دیگر بہت سی مثالیں مختلف کتب میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

خلاصہ بحث:

مکی و مدنی عہد نبوی ﷺ بعد از بعثت و رسالت میں سیرت نگار حضرات کے عمومی اسلوب و منہج کو مندرجہ ذیل نکات کی صورت میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ استنباط و استخراج احکام فقہیہ میں آیات قرآنیہ اور دیگر روایات و اخبار سے بھرپور استدلال کیا گیا ہے۔

۲۔ استنباط احکام میں طوالت اختیار کرنے کی بجائے اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

۳۔ ضمنی مباحث سیرت کو چھیڑتے ہوئے ان سے متعلقہ فقہی احکام بھی اخذ کیے گئے ہیں۔

۴۔ احکام فقہیہ کے ساتھ ساتھ لطائف و معارف اور عمدہ نکات کا استنباط بھی کیا گیا ہے علاوہ ازیں افعال نبوی ﷺ میں پنہاں بہت سی بصائر و حکم کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۵۔ بعض سیرت نگار حضرات نے محض ایک مسئلہ اخذ کرنے کی بجائے اس امر سے متعلق تمام ارکان و شروط کا تذکرہ کر دیا ہے جیسا کہ بھجۃ المحافل کے مصنف نے ہجرت حبشہ کے ضمن میں ہجرت کے ارکان و شرائط کا مختصراً تذکرہ کیا ہے۔

۶۔ سیرت نگار حضرات نے مصادر و مراجع کی بیشتر مقامات پر نشاندہی کی ہے لیکن بعض مقامات پر نشاندہی کیے بغیر اپنے پیشرو سیرت نگار حضرات کے اخذ کردہ نکات نقل کر دیئے ہیں ایسی مثالیں السیرۃ الحلبیہ، شرح العلامۃ الزرقانی اور السیرۃ النبویۃ لزینی دحلان میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

تیرہ (۱۳) سالہ مکی دور کے مقابلہ میں دس سالہ مدنی دور سے اخذ شدہ احکام و مسائل کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔

۷۔ مدنی دور کے تقریباً ہر پہلو سے استنباط کیا گیا ہے کسی بھی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ البتہ سب سے زیادہ احکام غزوات و سرایا سے اخذ کیے گئے ہیں۔

۸۔ مستنبط شدہ احکام کا تعلق زندگی کے تمام شعبوں عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، معیشت، سیاست وغیرہ سے ہے۔

---

[86] **الروض الانف**، ۴: ۴۶۴

فقہاء کے اقوال و اختلافات کے بیان کے ساتھ ساتھ سیرت نگاروں نے ذاتی رائے کا اظہار بھی کیا ہے۔

۹۔ ہر سیرت نگار نے اپنے مزاج اور دلچسپی کے تحت مختلف واقعات سیرت سے اخذ واستنباط کیا ہے اور کسی منطقی ترتیب کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا مثلاً ابن قیم وفود کے تذکرہ اور غزوات وسرایا کے بیان میں بہت زیادہ احکام اخذ کرتے ہیں لیکن جب مکتوبات کی طرف آتے ہیں تو مکتوبات میں ایسے اسلوب کی جھلک بالکل نظر نہیں آتی۔

۱۰۔ بعض استنباطات بہت منفرد اور دلچسپ ہیں اور ایسے واقعہ سے کوئی مسئلہ اخذ کیا گیا ہے جن کا بظاہر کوئی ربط نہیں مثلا یہودیوں کے آپ ﷺ کو محمد ﷺ کہنے کی بجائے مذمم کہنے اور امام سہیلی کا اس (مذمم کہنے) سے فقہی مسئلہ اخذ کرتے ہوئے یہ کہنا کہ جو ایسے لفظ سے طلاق دے گا جو طلاق سے مشابہت نہ رکھتا ہو تو ایسی طلاق واقع ہی نہیں ہو گی، بہت منفرد اور دلچسپ استنباط ہے۔

۱۱۔ بعض کتب سیرت میں فقہی مباحث کے ساتھ ساتھ اصولی بحثوں کو بھی چھیڑا گیا ہے۔

۱۲۔ ضعیف اور مشتبہ روایات سے بھی بعض فقہی مسائل اخذ کیے گئے ہیں۔ جن کی حجیت کے حوالے سے یقینا بحث کی جا سکتی ہے۔